آج کے سلگتے مسائل کا حل محسنِ انسانیتؐ کی سیرت طیبہ کی روشنی میں

☆ پروفیسر ڈاکٹر دوست محمد خان

This article discusses the problems and issues faced by humanity not only of the present but ever since the humanity began.

How and why are issues raised and what are the big main and core issues of mankind in this modern age, are being pointed out. In each and every era, there has been problems and for resolution of such issues efforts, have been made. To resolve such issues, there are two ways.

To resolve such problems a rationale, a logical and a philosophical approach is requested. While the other way is to use cause and effect to the limit allowed and beyond that limit mankind needs the revealed guidance, which provides occasion for the humanity to have a moderate combination of heavenly guidance and human rationale.

In this article, these burning issues are being pointed out and discussed and their solution in the light of the teachings of the Holy Prophet (PBUH) is being resented.

یہ بات ہر ذی شعور پاکستانی کو معلوم ہے کہ آج پاکستان اور اُمتِ مسلمہ کے مسلمان مشکل ترین دور سے گزر رہے ہیں۔ اِن مشکلات کے اسباب، تاریخی پسِ منظر اور تعین پر بات کی جائے تو بات طویل بھی ہو سکتی ہے اور اِس میں اختلافِ رائے بھی ممکن ہے، لیکن اِس بات پر ہر صاحب رائے مسلمان متفق ہے کہ آج مسلمانانِ عالم گونا گو مسائل و مصائب اور مشکلات سے دو چار ہیں۔ جس طرح اس بات میں رحمت کے نقطۂ نظر سے اِختلاف ممکن ہے کہ آج ہمارے بڑے بڑے مسائل کیا ہیں۔ اِسی طرح اِن مسائل کے حل پیش کرنے میں بھی انسانی اذہان و افکار اور استنباط میں طریقہ کار کے تنوع کی وجہ سے ایک سے زیادہ آراء کا امکان موجود ہے لیکن اِس بات میں شاید ہی کوئی اِختلاف کر سکے کہ انسانیت کو جب کبھی مسائل کا سامنا کرنا پڑا ہے تو اُن کا کافی وشافی حل صرف اور صرف آسمانی رہنمائی ہی سے سامنے آیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحیم و کریم ذات

☆ ڈائریکٹر شیخ زاید مرکزِ اسلامی، جامعۂ پشاور۔

بابرکات نے اپنے اشرف المخلوقات انسان کیلئے ہر دور اور ہر زمان ومکان کیلئے کوئی ڈرانے والا (نبی) ضرور بھیجا ہے۔ ہر نبی اور رسول نے انسانیت کی رہنمائی اور اُس کو مشکلات ومسائل سے بچا کر رکھنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی تعلیمات مقدسہ پر مبنی لائحہ عمل اِس طرح پیش کیا ہے کہ خود اس پر عمل کر کے ایک کامل نمونہ کے طور پر مسائل و مشکلات سے مبرّا و منزّہ زندگی کا جادہ ومنزل پیش کی ہے۔ اِس سلسلے کی آخری، مبارک اور کامل کڑی خاتم النبیین ﷺ کی ذات بابرکات ہے اور آج بہت سارے مسائل اور مشکلات کے باوجود اُمتِ مسلمہ کے ہر فرد کا ایمان ہے کہ نبی ﷺ کی شریعت پوری دنیا کیلئے قیامت تک باعثِ نجات ہے۔

یہ بات بھی دلچسپی اور غور وفکر کے قابل ہے کہ انسانیت کو جو مسائل نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے درپیش تھے وہی اُسی صورت میں اُس سے بدرجہا بدتر صورت میں درپیش ہیں۔ یہ بات سمجھنے کیلئے کسی پیچیدہ، گہرے یا تہہ دار فلسفے کی قطعاً ضرورت نہیں کہ آج اِنسانیت کو درپیش مسائل کا حل کیا ہوسکتا ہے۔ بدیہی اور منطقی طور پر آج سے چودہ سوتیس (1430) سال پہلے یا اُس سے بھی پہلے یا انسانی تاریخ کے کسی بھی دور میں جب بھی انسانیت کو مسائل کا سامنا کرنا پڑا ہے تو اِن کے حل کیلئے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں نے آ کر ایسا جامع وکامل حل پیش کیا ہے کہ اُس کے مقابلے میں ہر دانشور، عبقری، فلاسفر، حکیم اور رہنما کی دانش ماند نظر آتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے دنیا کا جو حال تھا اُس کے بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن کریم میں بہت بلیغ اِشارہ فرمایا ہے "ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ" (۱) "خشکی اور تری میں انسان کے اپنے ہاتھوں فساد برپا ہوگیا"۔ "فساد کے معنی یہ ہیں کہ انسانی زندگی سے منسلک انفرادی واجتماعی سارے معاملات میں بگاڑ پیدا ہوجائے" اگر اِس لحاظ سے ہم اُس دور کی انسانی تاریخ کا مختصر جائزہ لیں تو انسانیت کو جو مسائل درپیش تھے یا اِنسانیت کے جن معاملات میں فساد و بگاڑ برپا ہو چکا تھا، اُس کا احاطہ مختصر الفاظ میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے:

اِنسانیت کو ہر زمانے میں جو سب سے بڑا مسئلہ درپیش ہو جاتا ہے وہ مسئلہ توحید ہے۔ انسان نے جب کبھی اپنے خالق و مالک اور پروردگارِ کائنات کو بھول کر کسی اور کو اپنا ملجا و ماویٰ ٹھرایا وہ گوناں گوں اور لاینحل مسائل کا شکار ہوا۔ یہ اِنسانیت کیلئے بہت بڑا مسئلہ ہے، اور دنیا میں جتنی بھی قومیں گمراہ اور برباد ہوئیں وہ اِسی عقیدہ یا مسئلہ کو ٹھیک طرح نہ سمجھنے اور اِسکے مطابق اپنی زندگی کے معاملات طے نہ کرنے کی وجہ سے ہوئیں۔

عقیدۂ توحید کو بھول کر یا ٹھیک طرح سے نہ سمجھ کر ہی اِنسان اپنے خالق و مالک سے کٹ جاتا ہے اور

اِسی کے نتیجے ہی میں اِنسان اپنا تشخص کھو کر اپنی منزلِ مقصود سے بھٹک جاتا ہے۔توحید ہی وہ عقیدہ ہے جو ہر اِنسان کو خود اپنے بارے میں چند بنیادی سوالات کا جواب دیتا ہے ... میں کون ہوں؟ کہاں سے آیا ہوں؟ کیوں آیا ہوں؟ کہاں جاؤں گا؟ ... یہ وہ سوالات ہیں جن کے جوابات عقیدۂ توحید میں پنہاں ہیں۔تب بھی اور آج بھی دنیا کی اکثریتی آبادی پریشان اور مسائل سے دوچار ہے دنیا کی کثیر تعداد کو یہ معلوم نہیں کہ میں کون ہوں یہاں تک کہ ڈارون نے اُن کو بتایا کہ آپ مسئلہ ارتقاء کے ذریعے ایک حادثے کے نتیجے میں اِس دنیا میں وارد ہوئے ہیں اور ایک حادثے ہی کے نتیجے میں گردشِ زمانہ سے فنا کے گھاٹ اُتر جائیں گے۔نہ تیرے آنے کا کوئی مقصد اور نہ جانے کا، البتہ جو جبلتیں آپ میں بطور اِنسان موجود ہیں اُن کی تکمیل کیلئے "تنازع للبقاء" Survival of the Fittest کے تحت تگ و دو لازمی ہے اور بقاء حاصل کرنے کے بعد آپ کو سب کچھ کرنے کا حق حاصل ہے [۲]۔اِسی نظریہ کے تحت انسان کو بنیادی طور پر جن مسائل کا سامنا ہوتا ہے اُس میں روٹی کپڑا مکان سرِ فہرست ہیں۔اِس مسئلے کے حل کے لئے ڈاروینی فکر نے ''جس کی لاٹھی اس کی بھینس'' کے تحت انسانیت کو اپنے خالق و مالک سے کاٹ کر لاتعداد اور لاینحل مسائل سے دوچار کر دیا۔جن لوگوں کے ہاتھ میں اس نظریہ کے تحت لاٹھی آئی انہوں نے ہر انسان کو بنیادی طور پر درکار وسائل کو اپنے قبضہ میں رکھنے کے لئے انسانیت کے گریبان کو تارتار کر دیا۔پھر ان ناجائز وسائل کے ذریعے اپنے حق سے زیادہ لینے کی وجہ سے دنیا (زر، زن اور زمین) کے مسائل سے دوچار ہوگئی۔

نبی ﷺ کی بعثت کے بعد انسانیت کو دو بڑے اور بنیادی مسائل کا سامنا تھا۔ان میں سے ایک خوراک کی کمی یا قحط کی وجہ سے کھانے پینے کی چیزوں کا فقدان تھا۔اور اس میں شک نہیں کہ خوراک انسان کا مادی لحاظ سے سب سے بڑا اور بنیادی مسئلہ ہے۔اسی مسئلہ کے ساتھ انسان کو درپیش اور بہت سارے مسائل منسلک ہیں۔دوسرا بڑا مسئلہ انسانی زندگی یا جان کی حفاظت کا مسئلہ تھا۔یعنی امن عامہ کی صورتحال بہت ناگفتہ بہ تھی۔کوئی بھی آدمی صبح کسی گھر سے نکلتا تو یہ یقین کرنا بہت مشکل کام تھا کہ وہ صحیح سلامت واپس آئے گا۔

نبی ﷺ نے ان دو بڑے مسائل کے حل کرنے کے لئے لوگوں کو تیرہ سال مسلسل تین بنیادی عقائد کی دعوت و تعلیم دی، اور وہ تین عقائد توحید رسالت اور آخرت کے عقائد ہیں۔

معلوم انسانی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ انسانیت کو ہر دور میں دو ہی مسائل کا سامنا کرنا پڑا ہے اور ان ہی دو مسائل کی وجہ سے دیگر بہت سارے مسائل پیدا ہوئے ہیں۔انسان کو درپیش ایک بڑے

مسئلے کا تعلق مادیات یعنی مادی دنیا سے ہے جبکہ دوسرے کا تعلق روحانی دنیا سے ہے۔ روٹی، کپڑا اور مکان ہر انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔اس کے علاوہ جان، مال و آبرو اور عزت کی حفاظت و احترام ہر انسان کا بنیادی حق ہے۔

دنیا میں جب بھی فساد برپا ہوا ہے وہ ان ہی دو معاملات کے ساتھ صحیح طور پر نہ نمٹنے کی وجہ سے ہوا ہے۔

نبی ﷺ نے لوگوں کو لاتعداد بتوں، بزرگوں، دیوی دیوتاؤں وغیرہ کی بجائے ایک اور صرف ایک رب العالمین، رب کعبہ اور خیر الرازقین، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کی طرف دعوت دی۔ اسی رب کی عبادت کے نتیجے میں لوگوں کو انسانی زندگی کے ایک ایسے نظام کے مسائل کو سمجھنے کے لئے "اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ "(۳) تعلیم و تعلم کو عام کر کے انسان کو اپنے تشخص اور پہچان سے روشناس کرایا۔اس کے نتیجے میں ایک ایسا نظام زندگی تشکیل پذیر ہو جس میں انسان کے بنیادی مسائل کا حل عجیب، آسان اور دلچسپ اور فطری انداز میں سامنے آیا۔

اِرشاد باری تعالیٰ آیا: فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ الَّذِیْ اَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ (۴)۔" پس انھیں چاہئے کہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں، جس نے انھیں بھوک میں کھانا کھلایا اور خوف سے امن دیا"۔

کیا آج بھی اِنسانیت کے سُلگتے مسائل یہی دو نہیں؟ کیا سائنس کے ذریعے زراعت کی دنیا میں کارنامے بلکہ معجزے برپا ہونے کے باوجود دنیا کی دو تہائی آبادی سے بھی زیادہ لوگ بھوک اور خوراک کی کمی کی شکار نہیں ہے۔کیا آج بھی بعثت نبی کریم ﷺ سے پہلے کے زمانے کی طرح دنیا کے نوّے فیصد وسائل پر دس فیصد طاقتور جابر اور لاٹھی (نیوکلیئر ہتھیاروں سے) سے مسلّح لوگ قابض نہیں ہیں،اسی طرح جس طرح اُس زمانے میں بھی طاقتور قبائل زرخیز زمینوں، سرسبز چراگاہوں، اور دریاؤں اور ندی نالوں پر قابض ہونے کیلئے کمزور قبائل کو وہاں سے بے دخل کرتے تھے،آج مختلف اقوام سُپر پاور کے روپ میں کمزور اقوام اور ملکوں پر اُسی وحشت اور درندگی کے طاقتور اور بے رحم افواج کے ذریعے قابض نہیں ہیں۔کیا یہ تاریخ کا ایک مستقل اور نہ بھرنے والا زخم نہیں ہے کہ ہر دور نے اسکندر، چنگیز اور ہلاکو خان دیکھے ہیں۔اِن سب کی تاراج کا مقصد وسائل پر قابض ہونے اور اپنی طاقت کے بے جا اظہار کے سوا کیا تھا:

اسکندر رودرا کے ہاتھوں سے جہاں میں
سو بار ہوئی حضرتِ اِنسان کی قبا چاک

نبی کریم ﷺ نے اپنے دورِ مبارک میں ایسے معاشرے اور ریاست کی بنیاد رکھی جس کی بناء (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) پر مبنی تھی اِس کلمہ پر ایمان لانے کے بعد ہر اِنسان دوسرے اِنسان کا بھائی ٹھہرتا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ (۵)۔ ''بے شک مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ پھر جناب رسول اللہ ﷺ نے مومن یا مسلم کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ: "المسلم من سلم المسلمون من لّسانه ویده "(۶) مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

مسلمانوں اور انسانیت کے درمیان برادری اور اخوت کی مضبوطی کیلئے اور انسان کو انسان سے محفوظ رکھنے کیلئے آپ نے فرمایا:

مثل المؤمنين في توادّهم وتراحمهم وتعاطفهم مثل الجسد إذا اشتكى منه عضو تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى (۷)"

''مسلمانوں کی مثال باہمی محبت، رحم اور شفقت میں ایک بدن کی مانند ہے، جس کے ایک عضو کو اگر تکلیف ہو تو سارا جسم بخار اور شب بیداری میں مبتلا ہوتا ہے''۔

اگر دنیا بھر کے اِنسان اپنے مالکِ حقیقی کو پہچان لیں اور مان لیں اور صحیح معنوں میں اِس پر اِسطرح عمل کریں جس طرح نبی کریم ﷺ کے زمانے میں اپنی تعلیمات پر عمل ہوا تھا، تو آج بھی انسانیت کے یہ بنیادی اور سلگتے مسائل چٹکیوں میں حل ہو سکتے ہیں۔

مدینہ طیبہ کی ریاست میں انسانی اخوّت کے جو لازوال اور بے مثال رشتے قائم ہوئے تھے اور جس طرح خلفائے راشدینؓ کے دور میں اِس پر عمل ہوا تھا تو حضرت عمر فاروقؓ کے مبارک دور میں مسلمانوں کے ہاں کوئی زکوٰۃ لینے والا نہیں تھا۔

ریاست روٹی کپڑا مکان کی ذمہ دار تھی۔ جان مال، آبرو کی حفاظت کا یہ حال تھا کہ ایک انسانی جان کے ضیاع کو ساری اِنسانیت کے قتل کے برابر قرار دیا گیا اور بھوک سے دریائے فرات کے کنارے کُتے کی ذمہ داری بھی خلیفہ وقت نے اپنے ذمّے لے لی تھی۔

جان، مال اور آبرو کی حفاظت کیلئے جو احکام نافذ ہوئے اُس کے مطابق کسی کو برے نام و لقب سے

بلانا بھی ممنوع ٹھہرا۔

اب اگر ہم امتِ مسلمہ، پاکستان اور انسانیت کے آج کے سلگتے مسائل پر ارتکازِ فکر کرنا چاہیں تو نام میں تبدیلیوں کے سوا دورِ جاہلیت کے سلگتے مسائل سے کچھ بھی مختلف نہیں ہیں۔ درج ذیل سطور میں آج کے مسائل کا مختصراً جائزہ اور اُن کے حل کی طرف سیرتِ طیبہ کی روشنی میں اِشاروں پر اکتفا کیا جائیگا:

اِنسانیت کے درمیان اُخوت۔یکجہتی اور تعاون کا فقدان: درورِ جاہلیت میں اِنسانیت قبائل اور اقوام میں تقسیم تھی اور چھوٹے چھوٹے مسائل اور مفادات کیلئے سالہا سال تک لڑائیاں ہوتی تھیں۔

نبی کریمﷺ کی وساطت سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے عالمگیر اِنسانی برادری کی تشکیل کیلئے فرمایا: کونوا عباد الله اخواناً[۸]''(اے) اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن کر رہو''۔

اِنسانی برادری میں رنگ، نسل اور جغرافیہ وغیرہ کی بنیاد پر تقسیم وتفریق اور فخر وغرور شیطانی لین کا سبق ہے۔ دورِ جاہلیت میں اِسی بنیاد پر انسانیت کے درمیان نسل در نسل لڑائیاں ہوتی رہیں۔

تاریخ کی ساری بڑی اور عظیم جنگیں زر، زمین، زن کے علاوہ مذکورہ بنیادوں پر لڑی گئی ہیں لیکن پھر بھی وہ مسائل حل نہیں ہوئے جن کیلئے جنگیں لڑی گئی تھیں۔ آپؐ کے دور میں ستائیس (۲۷) غزوات لڑی گئیں اور کل افراد جو ان جنگوں میں کام آئے وہ ۱۰۱۸ تھے[۹]۔

آپؐ نے ناگزیر جنگوں اور لڑائیوں کیلئے بھی وہ اصول وقوانین عطا فرمائے اور اُن پر عمل کر کے دکھایا جو آج دنیا میں جینوا کنونشن کے نام سے موجود ہیں لیکن اُس پر عمل بہت کم ہوتا ہے۔

جن سعید اِنسانوں نے اسلام کو روح اور سپرٹ کے ساتھ لفظاً ومعناً قبول کیا اُن کے درمیان جنگ اور لڑائی کا تصّور ناممکن تھا اور جب کبھی نبی کریمﷺ کی تعلیمات سے انحراف ہوا، مسلمانوں کے درمیان خون ریز لڑائیاں ہوئیں۔

سیرتِ طیبہ کی اخوتِ اِنسانی کی تعلیمات سے انحراف نے اِنسانوں اور مسلمانوں کے درمیان فرقہ واریت، جہالت اور تقسیم در تقسیم کے ذریعے وہ ناسور پیدا ہوا جس نے اِنسانیت کو پارہ پارہ کر کے رکھدیا۔

عہدِ حاضر میں امتِ مسلّمہ کیلئے بالعموم اور اسلامیانِ پاکستان کیلئے بالخصوص افتراق و انتشار جیسے مسائل پر قابو پانے کیلئے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا.... لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ"[۱۰] کا درس ہی کامیابی، سلامتی اور فلاح ونجات کی ضمانت اور نوید ہے۔

شاعرِ مشرق حضرت علاّمہ اقبالؒ نے اِسی مضمون کے کتنے خوبصورت الفاظ میں کیا خوب سمویا ہے:

یہی مقصودِ فطرت ہے، یہی رمزِ مسلمانی اُخوّت کی جہانگیری محبت کی فراوانی
بتانِ رنگ وبو کو توڑ ملّت میں گم ہو جا نہ تورانی رہے باقی، نہ ایرانی، نہ افغانی[۱۱]

آج دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر خود مملکتِ خداداد میں جو صورتِ حال برپا ہے کیا یہ نبی کریم ﷺ کی اِس حدیثِ مبارکہ کی صریح خلاف ورزی نہیں ہے؟

عن ابن عمر انّه سمع النبّی یقول: لَا ترجعوا بعدی کُفاّرا یضرب بعضکم رقاب بعض[۱۲]۔

''خبردار! میرے بعد کفر کی طرف نہ لوٹ جانا، کہ تم ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو''۔

میری ناقص اور عاجزانہ رائے میں اِس وقت ہمیں جن سلگتے مسائل کا سامنا ہے اُن میں سرسری گنتی اور شمار کے لحاظ سے مندرجہ ذیل مسائل کی نشاندہی کی جاسکتی ہے:

روٹی کپڑا مکان کا مسئلہ نہ صرف پاکستانی اُمتِ مسلمہ کا سلگتا مسئلہ ہے بلکہ یہ پوری دنیا کا مسئلہ ہے۔ ہمارے ملک میں ایک محتاط اندازے کے مطابق پانچ کروڑ لوگوں کو دو وقت ڈھنگ کا کھانا میّسر نہیں ہے۔ اِسی طرح کتنے کروڑ لوگ ایک یا ڈیڑھ کمرہ یا جُھگی پر مشتمل گھروں میں رہائش پذیر ہیں جبکہ لاکھوں کروڑوں خانہ بدوش ہیں۔

اب ذرا تصور کیجئے عالمِ اِسلام دنیا کے رقبے کے لحاظ سے سب سے بڑے براعظم ایشیاء میں لاکھوں کروڑوں مربع علاقے پر پھیلا ہوا ہے۔ پاکستان میں اب بھی ایسے علاقے موجود ہیں جہاں اِنسانی قدموں کی چھاپ نہیں پڑی ہے۔ روٹی کے حوالے سے پاکستان کی پنجاب کی سرزمین کسی زمانے میں ہندوستان بھر کا اناج گھر کہلاتا تھا۔ اب سائنسی دور میں تو یہ پورے عالمِ اِسلام کا اناج گھر بن سکتا ہے لیکن اِس کیلئے شرط یہ ہے کہ مسلمانانِ عالم کے درمیان اُخوّت، ایثار، قربانی اور باہمی تعاون واشتراک موجود ہو۔ اور مسلمانوں کے درمیان اُخوّت وتعاون سیرتِ طیبہّ پر عمل کرنے ہی سے ممکن ہوسکتا ہے۔ اِسی طرح کپڑا پیدا کرنے والے ممالک بھی مسلمان ہیں۔ دنیا کا اَسی (۸۰) فیصد کپاس چار مسلمان ممالک پاکستان، مصر، قازقستان اور سوڈان میں پیدا ہوتا ہے۔ اِس کے باوجود اگر مسلمان دنیا میں کوئی ننگا بھوکا اور بے گھر ہے تو اِس کا سبب سیرتِ طیبہّ سے روگردانی اور انحراف کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

نبی کریم ﷺ کی تعلیمات ہی میں سماجی و معاشرتی عدل و انصاف کے ذریعے اِنسانوں کے یہ بنیادی مسائل حل کرنے کی ضمانت دی گئی ہے۔

آج تعلیم اور صحت، کے مسائل بھی بنیادی انسانی مسائل میں سے ہیں۔ آج دنیا کی کثیر آبادی بالعموم اور امتِ مسلمہ بالخصوص زندگی سے متعلق بنیادی تعلیمات سے بے خبر ہیں۔

آج مسلمانوں کی پہچان ان پڑھوں کی وجہ سے ہے حالانکہ دنیا اور بالخصوص یورپ کو "اقرأ" کا درس دینے والے مسلمان ہی تھے۔ سیرتِ طیبہؐ کی یہ جگمگاتی تعلیم آج بھی مسلمانوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کیلئے کافی ہے: طلب العلم فریضة علیٰ کُلّ مسلم (۱۳)

''علم کا حصول ہر مسلمان (مرد، عورت) پر فرض ہے''۔

سیرتِ طیبہؐ کی روشنی میں علم کے حصول پر نہ تو کوئی پابندی ہے اور نہ دنیوی و اخروی علم میں کوئی فرق ہے ہمارے صحت کے مسائل بھی سیرتِ طیبہؐ سے انحراف کی وجہ سے گھمبیر صورت اختیار کر چکے ہیں۔ صحت اور صفائی کا چولی دامن کا ساتھ ہے لیکن چند ایک مسلمان ملکوں کے استثناء کے ساتھ بالخصوص پاکستان تو گندگستان بن چکا ہے۔ اِن منور و تابان تعلیمات کے باوجود کہ صفائی نصف ایمان ہے اور اپنے اردگرد کے ماحول کو صاف رکھو اور یہودیوں کی طرح نہ بنو۔ پاکستان آلودگی اور صفائی کے فقدان کے سبب پاک سرزمین گندگستان بن چکی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ اور سیرتِ طیبہؐ کی ہر کرن ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر ہر پہلو کو روشن کرنے اور آپ کی تعلیماتِ مقدسہ ہر مسئلے کے حل کیلئے نسخہ اکسیر و نسخہ مجرّب ہے لیکن سو باتوں کی ایک بات اور اختصار کے ساتھ اگر کوئی فرد یا اجتماع، قوم یا ملک، یا دنیا اور انسانیت اپنے سارے مسائل خواہ وہ سلگ رہے ہیں یا شعلہء بدآماں ہیں، کو حل کرنے کا متمنی ہے، تو اُسے سیرتِ طیبہؐ ہی سے روشنی حاصل کرنا ہوگی۔

بقول عبدالرحمٰن بابا: ؎ کہ رنزاده پیروی دَ محمدؐ ده کنی ننشته په دنیا بله رنړا

سیرتِ طیبہؐ کا ہر پہلو قابل تقلید ہے، لیکن ہر مسلمان اور ہر اِنسان کو اِنسان بننے کیلئے آپؐ کی سیرتِ پاک کی دو ایسی صفات ہیں جن پر عمل ساری اِنسانیت کے آج کے سلگتے مسائل کا حل ہے، وہ صفاتِ عالیہ ہیں: صادق اور آمین ہونا، یہ دو صفات آپؐ کو نبوّت سے پہلے ودیعت ہوئیں تھیں اور نبوّت کے بعد اپنی پوری تابانی کے ساتھ دنیا کے سامنے جلوہ گر ہوئیں اور دنیا کے سلگتے مسائل حل کیئے۔

آج بھی جو فرد یا قوم اِن دو صفات کا پرتو لئے ہوئی ہے وہ مقابلتاً کامیاب اور کم مسائل کے شکار ہیں اور جو لوگ اِن دو صفات سے عاری ہیں وہ مسائل کی آماجگاہ ہیں۔ لہٰذا آج ضرورت اس بات کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی سیرتِ پاک کو اِس انداز سے عام کیا جائے کہ اِنسانیت کو اپنے سارے مسائل کا حل اِسی میں نظر آسکے۔

لیکن آج سر دست جو مسائل مسلمانوں کو درپیش ہیں ان میں سے دو تین کا ذکر بہت ضروری ہے۔ پہلا مسئلہ مسلمانوں کے درمیان نظریاتی اور قومی تفریق ہے جس نے مسلمان کو مسلمان کے ساتھ بہ مشت وگریبان کیا ہے۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کا ایک مؤثر گروہ اس نقطۂ نظر کا مدعی ہے کہ کفار، غیر مسلم اور دیگر مذاہب کے پیروکاروں کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہیں رکھنا چاہئے۔ اور گنہگار مسلمانوں کو ذبح کرنا چاہئے۔ ان کو جینے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ یہود و نصاریٰ کے ساتھ ترک موالات اور ترک معاملات کی حدود کیا ہیں؟ اس کی غلط اور من مانی تعبیر و تشریح کی وجہ سے بہت سارے مسلمانوں کو آج ایسی صورتحال درپیش ہے کہ مسلمان دو انتہاؤں میں تقسیم ہو چکے ہیں۔ ایک طرف وہ مسلمان ہیں جو امریکہ کی ہر بات پر لبیک یا سیدی (Yes Sir) کا نعرہ لگاتے ہیں اور دوسری طرف وہ مسلمان ہیں جو امریکہ کی ساری میٹھی ایجادات کو خوب خوب استعمال کر رہے ہیں، لیکن ہر امریکی، یورپی اور غیر مسلم کو واجب القتل سمجھتے ہیں۔

اس دور میں بین الاقوامی تعلقات کے حوالے سے مسلمانوں کو بہت بڑا مسئلہ درپیش ہے، لاکھوں مسلمان امریکہ اور مغرب میں آباد ہیں۔ کروڑوں مسلمان امریکہ اور مغرب کے ساتھ تجارت تعلیم اور دیگر معاملات میں دنیا کے گلوبل ویلج میں تبدیل ہونے کی بناء پر مشغول ہونے پر مجبور دکھائی دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ حکومتی سطح پر سارے مسلمان حکمرانی کا انحصار ہی امریکی تعاون اور آشیرواد ہے۔ جبکہ مسلمان ممالک کی اکثریتی آبادی امریکی پالیسیوں کے باعث امریکہ سے سخت نالاں بلکہ متنفر ہے۔ لہٰذا آج ایسی قیادت کا فقدان بھی مسلمانوں کا ایک بڑا مسئلہ ہے جو ان متذکرہ بالا اور اسی سلسلے میں یا ان معاملات کے ساتھ منسلک مسائل کو اعتدال اور خوش اسلوبی سے حل کرنے کی صلاحیت کی حامل ہو۔

اس وقت سب سے بڑا، سلگتا، گھمبیر اور ظاہراً لا ینحل دکھائی دینے والا مسئلہ مسلمان ممالک عراق، افغانستان اور پاکستان میں امن کا قیام اور دہشت گردی کا خاتمہ ہے۔ آج کے تناظر میں مسلم امہ کو ایسے قائدین کی ضرورت ہے جو امریکہ، یورپ، ہندوستان، چین اور روس کے ساتھ بیک وقت میثاق مدینہ، صلح حدیبیہ، فتح

مکہ اور غزوۂ تبوک کے واقعات سے آج کے تناظر میں صحیح صحیح استنباط کر کے مسلمان امت کو طاقت کے نشے میں مست اور مسلمان امت کے وسائل پر غاصبانہ قبضہ کرنے کی ہوس میں اندھے امریکہ سے محفوظ کرنے کے لئے پُرامن بقائے باہمی کے معاہدے حاصل کر سکے۔

عبداللہ بن ابی منافقین مدینہ کا سردار تھا۔ آپ ؐ کو وحی کے ذریعے منافقین کے بارے بتایا گیا تھا، لیکن آپ ؐ نے امن کی خاطر ان کو قتل کرنے کی اجازت ان کے بیٹے عبداللہؓ کو نہیں دی۔

آخر میں نبیٔ رحمت ﷺ کا خطبۂ حجۃ الوداع کا حوالہ دینا ضروری سمجھتا ہوں جس میں دورِ حاضر یعنی پندرھویں صدی ہجری میں پاکستان کے مسلمانوں کے سب سے بڑے مسئلے کا حل بتایا گیا ہے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا:

''تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ (آدمؑ) بھی ایک ہے۔ عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی، سرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر کوئی فضیلت نہیں۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ جس طرح تم اس مہینہ (ذی الحجہ) اس دن (یوم عرفہ) اور اس میدان (میدان عرفات، کعبہ، مکہ مکرمہ) کی حرمت مانتے ہو اسی طرح تمہارے خون اور تمہارے مال کی حرمت ہے۔ کوئی چیز جو ایک بھائی کی ملکیت ہے دوسرے پر حلال نہیں جب تک کہ وہ خود بخوشی اس کو بخش نہ دے [۱۴]۔

آج سیرت طیبہ کی روشنی میں پاکستان کے علماء دانشوران ملت اور عام مسلمانوں کو اپنے انفرادی اور اجتماعی معاملات اور کردار کا جائزہ لینا چاہئے اور اپنے گریبانوں میں جھانک کر سوچنا چاہئے کہ ہم کس درجے اور حد تک رحمۃ اللعالمین ﷺ کی امت میں شامل ہونے کے دعوی میں سچے ہیں۔ احمد ندیم قاسمی مرحوم کی نعت کے ان اشعار میں ہمارے بہت سارے مسائل کے حل کے اشارے موجود ہیں:

کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے یہ شیدا تیرا
اس کی دولت ہے فقط نقشِ کفِ پا تیرا
ظلمت فروشوں کو اب بھی گلہ ہے تجھ سے
رات باقی تھی کہ سورج نکل آیا تیرا
تجھؐ سے پہلے کا جو ماضی تھا ہزاروں کا سہی
اب جو، تا حشر کا فردا ہے وہ تنہا تیرا

حوالہ جات

۱۔ سورۃ الروم:۴۱

۲۔ چارلس ڈارون کی اصل انواع۔

۳۔ سورۃ العلق:۱

۴۔ سورۃ قریش:۳

۵۔ سورۃ الحجرات:۱۰

۶۔ صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده۔

۷۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والأداب، باب تراحم المؤمنین۔

۸۔ مسند احمد، احمد بن حنبل الشیبانی، عالم الکتب، بیروت، ۱۴۱۹ھ، ۲/۴۴۶۔

۹۔ اصح السیر ۃ، عبدالرؤف داناپوری۔

۱۰۔ سورۃ آل عمران:۱۰۳

۱۱۔ کلیات اقبال: ص۳۸۳

۱۲۔ صحیح البخاري، کتاب العلم، باب الإتصالات للعلماء۔

۱۳۔ سنن ابن ماجه، مقدمة، فضل العلماء والحث علی طلب اللعلم۔

۱۴۔ مسند احمد، ۵/۴۱۱

مصادر و مراجع

۱۔ استحکام پاکستان واحد ذریعہ اسلامی انقلاب، ڈاکٹر اسرار احمد، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور ۱۹۸۶ء۔

۲۔ اسلامی بیداری انکار اور انتہا پسندی کے نرغے میں، ڈاکٹر یوسف القرضاوی مترجم سلمان ندوی، مکتبۂ تعمیر انسانیت، لاہور۔

۳۔ اسلامی سیاست، مولانا گوہر رحمٰن، دار العلوم القرآن، مردان، ۱۹۹۵ء۔

۴۔ اردو ڈائجسٹ، رحمۃ اللعالمین نمبر، لاہور ۱۹۸۹ء۔

۵۔ امتِ مسلمہ کے مسائل اور ان کا حل سیرتِ طیبہ کی روشنی میں، غازی پروفیسر ڈاکٹر محمود احمد، شیخ زاید اسلامک سنٹر، کراچی، ۲۰۰۴ء۔

۶۔ تصورِ پاکستان بانیانِ پاکستان کی نظر میں، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد۔

۷۔ تصور ریاست اسلامی تعلیمات قرآن کی روشنی میں، پروفیسر محمد اکرام الرحمٰن، کراچی ۱۹۸۲ء۔

۸۔ تعمیر پاکستان اور علمائے ربانی، ادارۂ اسلامیات لاہور۔

۹۔ حدیث پاکستان، سید ابوالحسن علی ندوی، مجلسِ نشریاتِ اسلام، کراچی۔

۱۰۔ خطبات بہاولپور، ڈاکٹر حمید اللہ، ادارۂ تحقیقات اسلامی، ۱۹۸۵ء۔

۱۱۔ خلافت و جمہوریت، عبد الرحمٰن کیلانی، مکتبہ السلام، لاہور، ۲۰۰۲ء۔

۱۲۔ دورِ نبوی کا نظامِ حکومت، اختصار و ترجمہ شہرۂ آفاق کتاب لتراتیب الاداریہ، تالیف علامہ عبد الحیٔ کتانی ۱۳۴۱ھ، ترجمہ مولانا معظم الحق ناشر، ادارۂ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی۔

۱۳۔ الرحیق المختوم (اردو) صفی الرحمٰن مبارکپوری، المکتبہ سلفیہ لاہور، طبع اول ۱۹۸۷ء۔

۱۴۔ سیرت النبیؐ شبلی نعمانی، دار الاشاعت، کراچی۔

۱۵۔ عہدِ نبویؐ کا نظامِ حکمرانی، ڈاکٹر حمید اللہ، الفیصل ناشران کتب، لاہور۔

۱۶۔ قرآن کریم اور مسلمانوں کے زندہ مسائل، ڈاکٹر برہان احمد فاروقی، ادارۂ ثقافت اسلامیہ، لاہور ۱۹۸۹ء۔

۱۷۔ محرکاتِ تحریک پاکستان، کرامت علی خان، غالب پبلشرز، لاہور، ۱۹۵۵ء۔

۱۸۔ محسنِ انسانیت، محمد نعیم صدیقی، اسلامک پبلیکیشنز لاہور، ۱۹۸۲ء۔